إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ

اقسام توحید

از قلم

حامی سنت قاطع البدعت حضرت مولانا

علامہ محمد حسین صاحب قبلہ پرنسپل

دار العلوم محمدیہ سرگودھا

نوٹ ۱: حضرت علامہ کے دو اور مضامین "جمعہ اور اسلام" اور "غنا اور اسلام" عنقریب شائع ہونے والے ہیں۔

نوٹ ۲: اس پمفلٹ کو مفت تقسیم کرنے کے لئے ہر ایک شائع کر سکتا ہے۔

نوٹ ۳: جامعۃ الثقلین ٹرنک بازار میں درس عالی جاری ہے، جہاں شیعہ حدیث۔ تفسیر۔ فقہ۔ صرف و نحو پڑھائی جاتی ہیں لہذا زیادہ سے زیادہ تعداد میں داخلہ لیجئے

ادارہ تبلیغ شیعہ راولپنڈی

اقسام توحید

ارباب بصیرت پر مخفی نہیں ہے کہ تمام مسائل دینیہ کا سنگ میل اور اصل الاصول مسئلہ توحید ہے۔ اس کی عظمت و اہمیت کے لئے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ اجمعین کا یہ فرمان اَوَّلُ الدِّیْنِ مَعْرِفَۃُ الْجَبَّارِ اور اسی طرح حضرت امیر المومنینؑ کا یہ ارشاد اَوَّلُ الدِّیْنِ مَعْرِفَتُہٗ کافی و وافی دلیل ہے۔ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ جب تک یہ اصل الاصول محکم و صحیح نہ ہو کوئی اصولی و فروعی مسئلہ صحیح نہیں نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی کوئی عمل شرف قبولیت حاصل کر سکتا ہے۔ بعض احادیث سے یہاں تک مستفاد ہوتا ہے کہ غرض خلقت کائنات ہی تحصیل معرفت باری ہے۔ جیسا کہ آیہ مبارکہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ میں یعبدون کی تفسیر جناب سید الشہداء علیہ السلام سے لیعرفون مروی ہے (تفسیر صافی)

اس مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر علاوہ اس کے کہ عقل سلیم اپنے محسن و منعم کی تحصیل معرفت کو واجب و لازم قرار دیتی ہے خلاق عالم کے نمائندوں نے بھی مختلف طریقوں سے اس کی تحصیل کی ترغیب و تحریص دلائی ہے چنانچہ کتاب توحید شیخ صدوق علیہ الرحمۃ میں حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت نقل کی ہے۔ ماجزاء من انعم اللہ عزوجل علیہ بالتوحید الا الجنۃ جس پر خلاق عالم توحید کا انعام و اکرام فرمائے اس کی جزا سوائے جنت کے اور کوئی نہیں ہے۔ اور اسی کتاب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے

مروی ہے فرمایا "ان اللّٰہ تبارک وتعالیٰ اقسم بعزتہ وجلالہ ان لا یعذب اھل توحیدہ بالنار ابدا" خداوند عالم نے اپنی عزت و جلالت کی قسم یاد فرمائی ہے کہ وہ اپنے اہل توحید کو ہرگز آتش جہنم میں عذاب و عقاب نہیں کرے گا۔ نیز انہی حضرت سے مروی ہے کہ "ان اللّٰہ حرم اجساد الموحدین علی النار" کہ خلاق عالم نے موحدین کے اجساد و اجسام کو آتش جہنم پر حرام کر دیا ہے۔ لیکن صاحبان دانش و بینش جانتے ہیں کہ توحید اس وقت تک کامل نہیں ہوتی اور شرک ایسے ظلم عظیم سے گلو خلاصی نہیں جب تک توحید کے انواع و اقسام کی معرفت نہ حاصل کی جائے کیونکہ اقسام توحید کی معرفت ہی سے توحید کا صحیح عقیدہ رکھنا ممکن اور شرک سے گلو خلاصی ہو سکتی ہے۔ حالانکہ شرک گناہ کبیرہ ہے کہ جس کے متعلق ارشاد رب العزت ہے۔

ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء۔ خداوند عالم شرک کو معاف نہیں کرتا اور اسکے علاوہ دیگر گناہ جسے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔ اور رسالتمآب ارشاد فرماتے ہیں۔ من مات ولم یشرک باللّٰہ شیئا او اساء دخل الجنۃ جو شخص اس حالت میں مرے کہ اس نے کسی شے کو خداوند عالم کا شریک قرار نہ دیا ہو خداوند عالم اسے ضرور جنت میں داخل فرمائے گا۔ اس کے عمل جیسے بھی ہوں۔ اس قسم

کی آیات واحادیث سے معلوم ہو سکتا ہے کہ شرک کس قدر مضر اور اس سے اجتناب واحتراز کس قدر مفید و سود مند ہے اس لئے ذیل میں توحید کے اقسام و انواع بیان کئے جاتے ہیں اور اس سے شرک کے مقام بھی معلوم ہو جائیں گے کیونکہ قاعدہ یہ ہے "وبضدها تتبین الاشیاء"

واضح ہو کہ توحید کے چار مراتب ہیں۔

توحید ذاتی۔ توحید صفاتی۔ توحید افعالی۔ توحید عبادتی۔ وهذا تفصیل هذه المراتب الاربعة۔ قسم اول توحید ذاتی یہ ہے کہ مرتبہ ذات واجب الوجود کو من جمیع الوجوہ واحد و احد سمجھا جائے یعنی ذات احدیت میں کسی غیر کو اس کا شریک و سہیم قرار نہ دیا جائے جیسا کہ ثنویہ دو خداؤں کے قائل ہیں ان کی بودا دلیل یہ ہے کہ چونکہ مخلوقات عالم دو قسم کے ہیں بعض خیر "نافع" اور بعض شر "مضر" اور چونکہ یہ دونوں آپس میں ضد ہیں اس لئے دونوں کا خالق ایک نہیں ہو سکتا۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ خیر کا خالق "یزداں" اور شر کا خالق "اہرمن" ہے۔ اس نظریہ فاسدہ کا ابطال سرکار ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مختصر الفاظ میں بوجہ احسن فرمایا ہے۔ ثنویہ فرقہ کے نمائندوں سے فرمایا جو آپ سے مناظرہ کرنے کے لئے آئے تھے کہ جس طرح خیر و شر ضد ہیں اسی طرح سفیدی و سیاہی سرخی و زردی وغیرہ الوان و اشکال بھی باہم ضد ہیں۔ اگر تمہارا یہ قاعدہ درست ہے

کہ دو ضدوں کا خالق ایک نہیں ہو سکتا تو پھر تو فقط دو ہی خدا نہ ہوئے بلکہ بمقدار تعداد الوان واشکال بیسیوں خدا ماننے پڑیں گے۔

فبهت الذی کفر۔ (احتجاج طبرسی رحمہ)

قدرت نے مندرجہ ذیل آیہ مبارکہ میں اسی مرتبہ توحید کی دلیل کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا۔ اگر زمین و آسمان میں ایک سے زیادہ خدا ہوتے تو ان دونوں کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ اس آیت کی بقدر ضرورت و وسعت توضیح یہ ہے کہ مثلاً اگر دو خدا ہوتے اور ان میں سے ایک کسی شئے کو پیدا کرنا چاہتا اور دوسرا اسے معدوم رکھنا چاہتا۔ تو اب تین حال سے خالی نہیں یا دونوں کا مقصد و مطلب حاصل ہو جائے گا۔ اس صورت میں چونکہ اجتماع ضدین وجود و عدم لازم آتا ہے اس لئے یہ شق تو باطل ہے۔ یا یوں ہوگا کہ ایک کا مقصد تو حاصل ہو جائے گا اور دوسرا اپنے مقصد میں ناکام رہے گا۔ تو اندریں صورت ناکام خدا کی مغلوبیت اور مقہوریت لازم آئیگی۔ اور جو مغلوب و مقہور ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ اور یا ایسا ہوگا کہ ان ہر دو میں سے کسی کا بھی مقصود و مطلوب حاصل نہیں ہوگا۔ تو اس صورت میں نظام عالم درہم برہم ہو کر ہو کر رہ جائے گا۔ پس جب یہ تینوں شقیں باطل ہیں تو تسلیم کرنا پڑیگا کہ خداوند عالم ایک ہی ہے۔

رئیس الموحدین حضرت امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی مرتبہ توحید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے لخت جگر جناب امام حسن مجتبیٰ ع

علیہ افضل التحیۃ والثناء سے ارشاد فرماتے ہیں واعلم یا بنی لو کان لربک شریک لاتتک رسلہ ولرأیت آثار ملکہ وسلطانہ ولعرفت افعالہ وصفاتہ ولکنہ واحد کما وصف نفسہ لا یضادہ فی ملکہ احد۔ اے بیٹا! تمہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اگر تمہارے رب کا کوئی شریک ہوتا تو اس کے رسول بھی تمہارے پاس آتے۔ اور تم اس کی مملکت کے آثار دیکھتے۔ اور اس کے افعال وصفات کو بھی پہچانتے لیکن وہ واحد و احد ہے جیسا کہ اس نے اپنی ذات کا وصف کیا ہے۔ اس کی قلمرو و مملکت میں کوئی اس کا مدمقابل نہیں ہے۔ (نہج البلاغۃ)

قسم دوم۔ توحید صفاتی کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ بتقسیم وسادہ ومختصر صفات کی دو قسمیں ہیں (۱) عین ذات (۲) زائد بر ذات۔ ہماری صفات زائد بر ذات ہیں بایں معنی کہ ذات وصفات میں تفکیک و تفریق موجود ہے ایک وقت تھا کہ علم و قدرت وحیات وغیرہ صفات ہمیں حاصل نہ تھیں جیسا کہ ارشاد قدرت ہے اخرجکم من بطون امہاتکم لا تعلمون شیئا ثم جعل لکم السمع والابصار والافئدۃ لعلکم تشکرون قدرت نے آلات کسب واکتساب مرحمت فرمائے جن سے یہ صفات حاصل ہوئیں۔ پھر بھی ایک وقت آئے گا جب یہ صفتیں جدا ہو جائیں گی۔

قدرت کی صفات جلیلہ عین ذات ہیں یعنی اس کی ذات وصفات میں تفریق ممکن نہیں ہے کسی وقت بھی اسے علم و قدرت وسمع وبصر وحیات

وغیرہا جلیل القدر صفات سے عاری وخالی تصور نہیں کیا جا سکتا۔
هو علم كله - قدرة كله - حياة كله -
اسی مطلب کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے سید الموحدین حضرت امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔
اول الدين معرفته وكمال معرفته التصديق به وكمال التصديق به توحيده وكمال توحيده الاخلاص له وكمال الاخلاص له نفي الصفات عنه بشهادة كل صفة انها غير الموصوف وشهادة كل موصوف انه غير الصفة فمن وصف الله سبحانه فقد قرنه ومن قرنه فقد ثناه ومن ثناه فقد جزاه ومن جزاه فقد جهله"
دین کی ابتدا خلاق عالم کی معرفت ہے اور اس کی کامل معرفت اس کی تصدیق ہے اور کمال تصدیق اس کی توحید ہے۔ اور کمال توحید اس کے لئے اخلاص ہے۔ اور کمال اخلاص یہ ہے کہ اس سے زائد بر ذات صفتوں کی نفی کی جائے۔ کیونکہ ہر صفت گواہی دیتی ہے کہ وہ اپنے موصوف کی غیر ہے اور ہر موصوف شاہد ہے کہ وہ غیر صفت ہے پس جس شخص نے خداوند عالم کو صفات زائدہ کے ساتھ موصوف کیا اس نے اس کے ساتھ کسی ساتھی کو مان لیا۔ اور جس نے ساتھی کو تسلیم کیا۔ اس نے اسے دو کر دیا۔ اور جس نے اس کی دوئی پیدا کی اس نے اس کا جزو بنا دیا۔ اور جس نے اس کے لئے جزو بنایا وہ اس کی ذات سے بے خبر ہے پس اس

مرتبہ توحید میں کوئی خداوند عالم کا سہیم و شریک نہیں ہے۔ باقی سب
مخلوقات کی صفات زائد بر ذات ہیں۔ حتی کہ اس سلسلہ میں سرکار سرور
کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی مستثنیٰ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جیسا
کہ آیات مبارکہ وعلمک ما لم تکن تعلم، ما کنت تدری ما الکتاب
ولا الایمان ولکن جعلناہ نوراً نهدی به من نشاء وعلمناہ
من لدنا علماً۔ اس پر دال ہیں۔

قسم سوم توحید افعالی۔ یہی وہ مرتبہ ہے جہاں پہنچکر اکثر خوش عقیدہ
لوگ اپنے صحیح عقیدہ سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ اور اپنے بزرگوں کی فرطِ
محبت میں مبتلا ہو کر شرک فی التوحید الافعالی کا ارتکاب کر گذرتے ہیں۔
اس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ افعال دو قسم کے ہوتے ہیں افعال تکوینیہ
جو لوگوں کے اختیار سے باہر ہیں جیسے اماتت۔ احیاء۔ ارزاق۔ اعطاء
الولد وغیرہ اور دوسری قسم افعال تشریعیہ ہیں جو کہ لوگوں کے اختیار و
قدرت میں ہیں جیسے واجبات و محرمات و مستحبات و مکروہات و مباحات
اس میں کوئی شک نہیں کہ اس دوسری قسم کے افعال میں انسان فاعل مختار
ہے خیر و شر کا یہی فاعل ہے ولکن لا جبر ولا تفویض بل امر بین
الامرین جبھی تو مختلف افعال بجالانے سے سزا و جزا اور مدح و ثنا کا
استحقاق پیدا کرتا ہے ورنہ اگر خیرہ وشرہ من اللہ تبارک و تعالیٰ ہو کما
یقول بہ الاشاعرۃ تو ذات ایزدی پر ظلم و جور کا الزام لازم آتا ہے کہ فعلِ
بد خود کراتا ہے اور پھر اس پر سزا دیتا ہے اسی طرح افعال خیر خود کراتا ہے

اور کون پیدا کرتا ہے یا کون خیر بھی دیتا ہے۔ اگر ایسا ہی ہوتا تو پھر ارسال انبیاؑ و رسل اور تقرر خلفا و اوصیا سب بیکار محض ہو کر رہ جاتا اور شرائع و ادیان سب لغو قرار پا جاتے۔ کما لا یخفی۔ مندرجہ ذیل آیات میں اسی مطلب یعنی انسان کے فاعل مختار ہونے کی تصریحات موجود ہیں۔ انا ھدینٰہ السبیل اما شاکراً و اما کفورا۔ قد تبین الرشد من الغی۔ انا ھدینٰہ النجدین۔ فمن شاء فلیؤمن و من شاء فلیکفر۔ الی غیر ذلک من الآیات الکبیرۃ

بہر حال توحید افعالی کا مطلب یہ ہے کہ وہ افعال جن پر کوئی بشر من حیث البشر قدرت نہیں رکھتا۔ ان کا فاعل حقیقی خداوند عالم ہی کو سمجھا جائے فھو الخالق والرازق والمحی والممیت والشافی جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے۔ اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم امیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون۔ ام خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیہم قل اللہ خالق کل شیء۔ الی غیر ذلک من الآیات الوفیرۃ اگر ان امور کی بعض اوقات کسی اور ذات کی طرف نسبت دی جاتی ہے تو یقیناً وہ من باب المجاز ہے۔ اس امر کی مزید توضیح و تشریح محتاج بیان نہیں ہے۔ ع

"عاقلاں را اشارتے کافیست"

پس ان حقائق کی روشنی میں ثابت ہو گیا کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ انبیاؑ یا ائمہ علیہم السلام مارتے اور جلاتے ہیں۔ خلق کرتے اور رزق دیتے ہیں یا لہٰذا تقسیم کرتے ہیں یہ عقیدہ توحید افعالی کے انکار کے مترادف

یہی وجہ ہے کہ حضرات معصومینؑ نے ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو مشرک کہا ہے جیسا کہ رئیس المحدثین جناب شیخ صدوق علیہ الرحمۃ اپنی مشہور کتاب عیون اخبار الرضا میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں "الغلاۃ کفار والمفوضۃ مشرکون" جناب زرارہ بن اعین سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص "تفویض" کا قائل ہے۔ آنجناب نے یہ سن کر فرمایا وما المفوض کہ تفویض کیا ہے؟ میں نے عرض کیا وہ یہ کہتا ہے ان اللہ خلق محمداً وعلیاً ثم فوض الامر الیہما فہما خلقا ورزقا واماتا واحیا کہ خداوند عالم نے سرکار ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کو خلق فرمایا اور پھر امور کائنات انکے سپرد کر دیئے پس اب یہی حضرات خلق فرماتے ہیں اور یہی رزق دیتے ہیں اور یہی مارتے اور جلاتے ہیں۔ امام عالی مقام نے یہ سن کر فرمایا کذب عدو اللہ اللہ کے دشمن نے جھوٹ کہا ہے۔ اے زرارہ جب تم واپس اسکے پاس جاؤ تو سورہ رعد کی یہ آیت اسے پڑھکر سنانا۔ ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیہم قل اللہ خالق کل شیء وہو الواحد القہار کیا ان لوگوں نے خداوند عالم کے شریک قرار دے رکھے ہیں اور انہوں نے خدا کی طرح کچھ مخلوق پیدا کی ہے اور اب ہر دو کی مخلوق ان پر مشتبہ ہو گئی ہے (اے رسولؐ) تم ان سے کہدو کہ خدا ہی ہر شے کا خالق ہے اور واحد و قہار ہے۔ (سورۂ رعد)

راوی کا بیان ہے کہ جب میں واپس پلٹ کر اس شخص کے پاس پہنچا تو امامؑ کے حسب الحکم یہ آیت اسے پڑھ کر سنائی وہ سنکر کچھ اس طرح مبہوت و لاجواب ہو گیا کہ "کانما القمتہ حجرا" گویا میں نے اسکے منہ میں پتھر ڈال دیا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام اپنی مناجات میں بارگاہ رب العزت میں یوں عرض کیا کرتے تھے۔ اللھم لا تلیق الربوبیۃ الا بک ولا تصلح الالٰہیہ الا لک فالعن النصاریٰ الذین صغروا عظمتک والعن المضاھئین الذین نسبوک بالاجسام لقولھم من بریتک۔ اللھم انا عبیدک وابناء عبیدک لا نملک لانفسنا نفعا ولا ضرا ولا موتا ولا حیوٰۃ ولا نشورا۔ اللھم من زعم انا ارباب فنحن عنہ براء ومن زعم ان الینا الخلق وعلینا الرزق فنحن الیک منہ براء کبراءۃ عیسیٰ بن مریم من النصاریٰ اللھم انا لم ندعھم الیٰ ما یزعمون فلا تؤاخذنا بما یقولون واغفر لنا ما یزعمون الخ۔۔۔

بار الٰہا ربوبیت تیری شان کے لائق ہے اور معبود ہونے کی صلاحیت تو ہی رکھتا ہے۔ یا اللہ تو نصاریٰ پر لعنت بھیج جنہوں نے تیری عظمت و جلالت کو کم کر دیا ہے اور اپنی مخلوق میں سے ان لوگوں پر بھی لعنت بھیج جو نصاریٰ کے ساتھ مشابہت رکھتے ہوئے اپنے اقوال میں تجھے جسموں کے ساتھ نسبت دیتے ہیں یا اللہ ہم تیرے بندے ہیں اور تیرے بندوں کے بیٹے ہیں ہم بذات خود نہ اپنے نفع کے مالک ہیں اور نہ نقصان کے اور نہ موت وحیات اور نہ حیوٰۃ بعد الموت کے یا اللہ جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ ہم رب ہیں پس ہم اس سے

بیزار ہیں اور جو شخص یہ گمان کرے کہ ہم خلق کرتے اور ہم رزق دیتے ہیں تو ہم اس سے اس طرح بیزار ہیں جیسے جناب عیسیٰ علیٰ نبینا و آلہ وعلیہ السلام نصاریٰ سے بیزار ہیں۔ بارالہا جو کچھ یہ لوگ گمان کرتے ہیں ہم نے ان کو اسکی دعوت نہیں دی اس لئے تو ہم سے ان کے گمانِ بد کا مواخذہ نہ کر اور جو کچھ یہ گمان کرتے ہیں تو ہمیں اس کی معافی دے"۔

پس ان حقائق کی روشنی میں واضح و لائح ہو گیا۔ کہ حضرات ائمہ علیہم السلام کے متعلق ایسا اعتقاد رکھنا شرک فی التوحید الافعالی ہے جس سے اجتناب و احتراز لازم ہے اور ان کے بارہ میں صحیح عقیدہ وہی ہے جسکی ان سب حضرات نے بالعموم اور جناب امام صاحب العصر والزمان نے بالخصوص اپنے شیعوں کو تلقین فرمائی ہے۔ چنانچہ احتجاج طبرسی میں احمد بن دلال سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ شیعوں میں مسئلہ تفویض کے متعلق نزاع بہت زور پکڑ گئی۔ بعض شیخ یہ کہتے تھے کہ خداوند عالم نے یہ امور حضرات معصومین کے سپرد کئے ہیں اور بعض اسکی نفی کرتے تھے۔ ایک مرد مومن نے کہا کہ تم آپس میں کیوں جھگڑتے ہو اور جناب محمد بن عثمان حضرت امام زمانہ کے نائب خاص کی طرف رجوع کیوں نہیں کرتے۔ سب نے اس رائے سے اتفاق کیا اور جناب شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض مدعا کیا اور جناب شیخ نے انہیں صاحب الزمان کی خدمت میں پیش کیا جس کا ناحیہ مقدسہ سے یہ جواب باصواب برآمد ہوا انّ اللہ خلق الاجسام وقسم الارزاق لانہ لیس بجسم ولا حال فی جسم انہ سمیع بصیر واما الائمۃ فیسئلونہ فیخلق فیسئلونہ فیرزق اجابۃ لمسئلتھم واعظاما لشانہم یعنی اللہ عزوجل نے

ہی جسموں کو پیدا کیا ہے اور اسی نے ہی ان کا رزق تقسیم کیا ہے کیونکہ نہ تو وہ جسم ہے اور نہ ہی کسی جسم میں حلول کرتا ہے تحقیق وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ اور ائمہ طاہرین خدا تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں پس وہ خلق فرماتا ہے اور یہ اس سے سوال کرتے ہیں وہ رزق عطا فرماتا ہے ان کے سوال کو پورا کرتے ہوئے اور ان کی عظمت و جلالت کو ملحوظ رکھتے ہوئے (ان کے سوال یعنی شفاعت کو مسترد نہیں فرماتا) اور یہی ہے صحیح مقام وسیلہ اور شفیع کا جس میں کسی قسم کی کمی یا بیشی کرنا ہر دو مذموم ہیں۔ کما قال امیر المومنین سیہلک فی اثنان محب وغال ومبغض قال

(دو شبہوں کا ازالہ) اس مقام پر قائلین تفویض دو شبہے پیش کیا کرتے ہیں جن کا ازالہ ضروری ہے۔ پہلا شبہ یہ ہے کہ بعض روایات میں وارد ہے کہ حضرات معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا نزلونا عن الربوبیۃ ثم قولوا فی فضلنا ما شئتم ولن تبلغوا یعنی ہمیں فقط مرتبہ ربوبیت سے نیچا رکھو پھر جو چاہو ہمارے متعلق کہہ لو۔ تم ہرگز ہماری حقیقی شان کو نہیں درک کر سکتے۔

جواباً گزارش ہے کہ اس روایت کے ساتھ استدلال کرنا بچند وجہ باطل ہے اولاً اس لئے کہ اصل مسئلہ امور اعتقادیہ میں سے ہے اور ارباب بصیرت جانتے ہیں کہ اعتقادیات میں ادلہ یقینیہ از قسم آیات محکمات و روایات متواترات درکار ہوتے ہیں اور چونکہ مذکورہ بالا روایت اخبار احاد (اور وہ بھی ضعاف) میں سے ہے۔ لہذا مقام اعتقاد میں اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ کما لا یخفی علی اولی الابصار ثانیاً اس لئے کہ اس روایت میں جو یہ وارد ہے کہ ہمیں رب نہ کہو تو اس کا مطلب ہی یہ ہے کہ رب وما یتعلق بالربوبیۃ کے متعلق ہمارے لئے قائل نہ ہو۔

خلاصہ آنکہ جو صفات خاصہ ربوبیت ہیں ان کو ہم میں ثابت نہ کرو اور بعد ازاں
جتنے فضائل و مناقب چاہو بیان کرو ورنہ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ فقط لفظ رب نہ کہو
اور جو چاہو وہ کہہ لو خواہ نبی و رسول کہو اور خواہ رحمٰن و رحیم کہو۔ اور خواہ قدیم و
قدیر کہو۔ اس مطلب کی رکاکت و کمزوری محتاج بیان نہیں ہے (ان بطلانہ اظہر
من ان یخفی) ثالثاً اس لیے کہ تفسیر منسوب بحضرت امام حسن عسکری علیہ السلام میں
وارد ہے کہ رب سے مراد ہی خالق و رازق ہے لہذا مطلب یہ ہوگا کہ ہمیں خالق و
رازق وغیرہ صفات خاصہ ربوبیت کے ساتھ یاد نہ کرو۔

پس ان حقائق کی روشنی میں یہ کہنا کہ اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ فقط لفظ
رب کہنا ممنوع ہے دیگر سب کچھ جائز ہے بالکل بے اصل ہے اور ان کہنے والوں
کی عقل و دانش پر صف ماتم بچھانی چاہیئے۔

دوسرا شبہ انبیاء و ائمہ علیہم السلام کے معجزات کے ساتھ متمسک کیا جاتا ہے
کہ اگر یہ امور تکوینیہ طاقت بشری سے بالا ہیں تو پھر مقام اعجاز میں کس طرح ان
کا ظہور و بروز ان بزرگواروں سے ہوتا ہے؟

جواباً گزارش ہے کہ یہ شبہ حقیقت معجزہ کے نہ سمجھنے پر مبنی ہے ان حضرات نے
یہ سمجھ رکھا ہے کہ معجزہ انبیاء و ائمہ علیہم السلام کا فعل ہوتا ہے حالانکہ معجزہ فعل
خدا ہوتا ہے۔ جسے وہ اپنے نبی یا امام کی صداقت کے اظہار و ابراز کے لیے ان کے
ہاتھوں پر ظاہر کرتا ہے جیسا کہ اس مشہور واقعہ سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے
جس میں حضرت امیر علیہ السلام کا جو کی سوکھی روٹی کو گھٹنے کے زور سے توڑنا اور پھر اس
کا منظر استعجاب واقعہ خیبر والی شجاعت کو پیش کر کے اس روٹی توڑنے کے متعلق

سوال کیا اور پھر جناب امیر المومنین علیہ السلام کا یہ فرمانا مروی ہے: قلعت باب خیبر بقوۃ ربانیۃ لا بقوۃ جسدانیۃ۔ میں نے باب خیبر کو قوت ربانی (معجزہ) سے اکھاڑا تھا نہ قوت بشری سے۔ اور یہ در ولی قوت بشری سے توڑ رہا ہوں (انوار نعمانیہ وغیرہ)

پس اس سے معلوم ہوا کہ اگر مقام اعجاز میں یہ حضرات ایسے افعال انجام دیدیں جو افعال اللہ ہوتے ہیں۔ تو اس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ ہمیشہ ان حضرات قدسی صفات کی ڈیوٹی اور ان کا وظیفہ ہی انہی امور کی انجام دہی ہے۔ سرکار علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے تو یہاں تک بحار الانوار میں فرما دیا ہے: من اعتقد ان المعجزات والکرامات من فعل النبی والامام فلیس فی کفرہ ریب وشک۔ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ معجزات اور کرامات نبی یا امام کے افعال میں سے ہیں تو اس کے کفر میں کوئی شک و شبہ ہی نہیں ہے۔

قسم چہارم توحید عبادتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مکلفین پر واجب و لازم ہے کہ مقام عبادت میں معبود برحق جل مجدہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کریں۔ اس کے سوا کسی کو اپنا مقصد اقصیٰ قرار نہ دیں۔ اور اس کی پرستش میں کسی اور کو اس کا شریک و سہیم قرار نہ دیں۔ ارشاد رب العباد ہے: لا تتخذوا الٰھین اثنین انما ھو الٰہ واحد۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے: و لا تجعل مع اللہ الٰھاً آخر۔ تیسرے مقام پر فرماتا ہے: فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً۔ چوتھے مقام پر یوں حکم دیتا ہے: اعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین۔ الی غیر ذالک

من الآیات المبارکة۔ پس معلوم ہوا کہ غیر اللہ کے لئے نماز پڑھنا یا ان کو سجدہ کرنا اگرچہ بعنوان تعظیم ہی کیوں نہ ہو جیسے سجدۂ تعظیمی کہا جاتا ہے بالکل ناجائز و حرام ہے اور علاوہ دیگر ادلۂ قطعیہ کے خود سرکار ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ و آلہ اور ان کی اولاد طاہرین کے اسوۂ حسنہ سے اس کا عدم جواز ظاہر ہے۔ وہ واقعہ مشہور ہی ہے کہ ایک اعرابی خدمتِ رسولؐ میں ایک سوسمار پکڑ کر لایا اور کہا اگر یہ سوسمار آپ کی رسالت کی شہادت دے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ یہ سوال کرنا ہی تھا کہ سوسمار بزبانِ فصیح گویا ہوئی اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد انک رسول اللہ وخاتم النبیین یہ معجزہ دیکھ کر اعرابی نے کلمہ توحید پڑھا اور چاہا کہ آنحضرتؐ کی تعظیم و تکریم کے لئے سجدہ کرے آنحضرتؐ نے اسے روکتے ہوئے فرمایا۔ خبردار ایسا نہ کرو۔ اگر غیر خدا کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ (اصول کافی)

اسی طرح جناب ابو حمزہ ثمالی رحمہ کا امام زین العابدین علیہ السلام کا سجدہ کرنے کی کوشش کرنا۔ اور امام کا اجازت نہ دینا اور فرمانا کہ یہ بجز خالق عالم اور کسی کو جائز نہیں ہے۔ (مفاتیح الجنان)

مخفی نہ رہے کہ انواع و اقسام توحید کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے اسی سے شرک کے انواع و اقسام بھی معلوم ہو جاتے ہیں کیونکہ ہر مرتبۂ توحید کے بالمقابل ایک مرتبہ شرک کا موجود ہے پس چونکہ توحید کے چار اقسام ہیں اس لئے شرک کی بھی چار قسمیں ہوں گی (۱) شرک ذاتی (۲) شرک صفاتی (۳) شرک افعالی (۴) شرک عباداتی۔ مراتب توحید کی تعریف معلوم ہو جانے کے بعد شرک کے اقسام اربعہ کسی مزید توضیح و تشریح کے محتاج نہیں رہتے۔

چیلنج

حوالہ غلط ثابت کرنے والے کو فی حوالہ مبلغ پانچصد ۵۰۰ روپیہ انعام دیا جائے گا۔

انگریزی نبی

(۱) مرزا صاحب انگریزی روپ میں۔
(۲) نئے زاویہ سے مرزا صاحب کی نبوت سے نقاب کشائی
(۳) انگریزی خدا کے انگریزی فرشتے کے ذریعہ انگریزی الہامات
(۴) انگریزوں کی خوشامد، کاسہ لیسی اور ان کی خاطر حرمتِ جہاد۔
(۵) انگریزوں کے لیے عاجزانہ دعائیں جو پوری نہ ہو سکیں

مرتبہ

منظور احمد — پرنسپل — جامعہ عربیہ، چنیوٹ

ناشر: مجلس تحفظ ختمِ نبوت، چنیوٹ مغربی پاکستان

قیمت ۳ ر